© rasailojaraid.com

حرفِ اوّل

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم تاریخی کارنامہ

وابستگانِ تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدام القرآن جس فکرِ دین کے علمبردار ہیں اور جس تُراثِ علمی کے خوشہ چیں ہیں اس میں اسلام محض چند عقائد و رسومات کا مجموعہ نہیں ہے اور نہ ہی اس تصورِ اسلام میں صرف ذاتی عبادات اور دینی اخلاقیات ہی مرکزِ توجہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام پہلو اسلامی تعلیمات ہی کے عناصرِ ترکیبی ہیں۔ لیکن جس تصورِ اسلام کی علمبرداری کا شرف دبستانِ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے وہ وسیع تر اور زیادہ ہمہ گیر ہے۔

اس تصورِ اسلام میں اسلام کی حیثیت ''دین'' کی ہے' جس کی بہتر اور متوازن تعبیر کے لیے ''نظامِ حیات'' کا استعارہ موزوں تر ہے۔ یہ تصورِ اسلام قرآن وسُنّت کی اُن تعلیمات کے مجموعے سے عبارت ہے جس میں انسانی زندگی کے جملہ اعتقادی ونظری' علمی وعملی' انفرادی واجتماعی' قانونی وانتظامی' معاشی' معاشرتی' سیاسی اور قومی وبین الاقوامی معاملات کے بارے میں ہدایات شامل ہیں اور جس کا عملی نفاذ ''خلافت'' کہلاتا ہے۔ یہ اسلام اپنی کُل ہمہ گیریت کے ساتھ ایک وحدت ہے اور اس میں استثناء کا عمل دخل نہیں ہے۔ اس اسلام کو مِن حیث الکُل اختیار کرنا قرآن کا اولین تقاضا ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً﴾ اور اس تصورِ اسلام کی صحیح تعبیر اُسی صورت میں ممکن ہے جب کہ جملہ امور میں قرآن وسُنّت کی بالادستی کو قبول کیا جائے۔

المیہ یہ ہے کہ دورِ زوال کے اثرات بد نے اس تصورِ اسلام کو مجروح کر دیا ہے۔ مزید برآں اُمّت کے چیرہ دست حکمران طبقات کی اُلٹی قلابازیوں نے جدید تعلیم یافتہ دینی ذہن رکھنے والے عوام وخواص کی بڑی تعداد کو دین کے سیاسی غلبہ وتسلّط کے حوالے سے متوحّش کر دیا ہے...... نتیجتاً وہ اپنے آپ کو اخلاقیات اور انفرادی تزکیہ تک محدود کرنے پر مجبور پاتے ہیں۔ دراصل ان طبقات کا معاملہ یہ ہے کہ ع

ساری جاتی دیکھیے تو آدھی دیجیے بانٹ!

یعنی اجتماعیت کے معاملات پر تو آپ کا اختیار نہیں اور نہ ہی معاشی وسیاسی امور تک رسائی ہے' لہٰذا ان کے بارے میں کڑھنے اور فکر مند رہنے سے بہتر ہے کہ جو کچھ ہاتھ میں ہے اسے سنبھالا جائے۔ اس ''دفاعی'' طرزِ عمل نے تدریجاً ایک نظریے کی صورت اختیار کر لی ہے جس کے اپنے ہی دلائل اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاویلات ہیں۔

روایتی دینی علمی حلقے البتہ اس فکری رجحان کی بہت حد تک تائید کرتے ہیں جسے ہم نے اسلام بطورِ نظامِ حیات سے تعبیر کیا ہے۔ ان کے یہاں دین کے سیاسی غلبے سے ویسا توحّش نہیں ہے جیسا کہ مقدم الذکر طبقے کو ہے۔ نظامِ خلافت کے قیام کے حوالے سے ان کے ہاں یہ تصور بہت غنیمت ہے کہ ''آج کے حالات میں خلافت کے بغیر اُمّتِ مُسلمہ بحیثیت مجموعی ایک فرض کی تارک و گناہگار ہے۔''

یہ طرزِ فکر بوجوہ مثبت اور ایجابی ہے۔ کم از کم یہ احساس تو ہے کہ ہم کچھ کھو چکے ہیں، جس کی بازیابی اُمت کے ذمے ہے۔ اپنے مستقبل کے لائحہ عمل کو ماضی کے تناظر میں دیکھنے کی ایک دبی ہوئی خواہش تو ہے۔ ہاں جس چیز کی کمی ہے وہ اس ''کھوئی ہوئی جنت'' کے حصول کا درست لائحہ عمل ہے۔ ''ایک ایسا لائحہ عمل جو محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے درست ترین لائحہ عمل سے ماخوذ ہو اور جو آج کے جدید لیکن پُرفتن دور کی نزاکتوں کا بھی لحاظ رکھتا ہو...... اور جو ایسا موزوں اور متوازن ہو کہ اگر اس سے کسی مثبت نتیجہ کا حصول نہ ہو سکے تو کم از کم منفی نتائج تو برآمد نہ ہوں۔'' یعنی بالفاظ دیگر اگر دُنیا میں اپنی تمام تر مخلصانہ کوششوں کے باوجود مشیّتِ الٰہی سے قیامِ خلافت کی منزل تک رسائی ممکن نہ ہو تو بھی آخرت میں اخلاصِ نیت اور درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی جزا تو یقینی ہو۔

دبستانِ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو ' بحمد اللہ ' اس درست لائحہ عمل کا فیضان بھی حاصل ہے۔ اس لائحہ عمل کو اپنی جملہ جزئیات کے ساتھ قلم و قرطاس کی زینت دینا ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا وہ عظیم کارنامہ ہے جسے ایک تاریخی کام قرار دینا ہرگز غلط نہ ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس لائحہ عمل اور منہج کو موضوعِ بحث بنایا جائے تاکہ بحث و تمحیص سے ایک ایسی فضا پیدا ہو سکے کہ جس سے قیامِ خلافت کی منزل کی رکاوٹیں دُور ہوں۔ OO

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی مقبولِ عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 40 روپے اشاعت عام: 20 روپے

© rasailojaraid.com